ڈال کر "علامہ مارتو نگ کی کہانی ان کی اپنی زبانی" کے عنوان سے طبع کیا اور میری علمی و مطالعاتی زندگی نامی کتاب میں بھی طبع ہوا۔ آپ کی زیر طبع تقریرات میں مطول کی شرح "الثاقب" ، مشکوۃ شریف اور بخاری شریف وغیرہ کی تقریرات بھی شامل ہیں۔

---

## استاذ القراء حضرت مولانا قاری علی الرحمٰن رحمہ اللہ

### سابق استاد تجوید جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ورتل القرآن ترتیلا کی رو سے تمام امت کیلئے یہ حکم واضح اور یکساں ہے کہ وہ قرآن تجوید و ترتیل سے پڑھیں۔ تجوید و قرات کا فرض ہونا ان فرائض میں سے ہے جو صرف نماز کیساتھ خاص نہیں بلکہ یہ خارج از صلوٰۃ بھی ضروری ہے۔

جزریہ میں ہے کہ جو شخص قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے اس لئے کہ قرآن تجوید ہی کی صفت کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ تجوید و قرات کی اس اہمیت کے پیش نظر دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس کے ساتھ ہی طلباء کرام کو یہ علم پڑھانے کیلئے یہاں ماہر قراء اور مشہور مجودین اساتذہ کا تقرر وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔ انہی قراء اور اساتذہ میں ایک مشہور نام استاذ القراء حضرت مولانا قاری علی الرحمٰن صاحب کا بھی ہے۔ حقانیہ میں پندرہ برس تک اس فن میں تدریسی خدمات بجالانے والے قاری صاحب اگرچہ بظاہر بصارت سے محروم تھے لیکن دل کے اعتبار سے بینا اور صاحب بصیرت تھے اور حدیث شریف خیر کم من تعلم القرآن وعلمه کی رو سے عظیم اور بہترین مقام پر فائز تھے۔ موصوف وزادہ بسطة فی العلم والجسم کے آئینہ دار تھے۔ اساتذہ حقانیہ کی سوانح مرتب کرنے کیلئے پچھلے برس آپ سے ملاقات کے دوران جو احوال قلمبند کئے وہ افادہ عام کے لئے پیش ہیں:

نام ونسب: قاری علی الرحمٰن بن ولی محمد خان بن بوستان بن بہادر خان۔

پیدائش وقومیت: ۱۹۴۴ء کو سہونج علاقہ ناران، ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ہزارہ کے مشہور قوم سواتی سے تھا۔ ڈھائی سال کی عمر میں چیچک کی بیماری سے آپکی بینائی چلی گئی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے آپکو حافظے اور ذہانت کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی کتاب کی خدمت سے نوازا۔

شکل وشباہت: درمیانہ قد۔ گورا سرخی مائل رنگت۔ موٹی موٹی روشن آنکھیں۔ لمبی سفید گھنی داڑھی۔ پررعب بلند آواز۔ انتہائی نفیس طبع۔

ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد سے حاصل کی اور پھر حفظ قرآن کی تکمیل بالاکوٹ میں مولانا محمد اسرائیل فاضل دیوبند کے مدرسے جامعہ محمودیہ میں قاری ولی الرحمٰن سے کی۔ بعد میں مدرسہ تربیت قرآن مانسہرہ میں تجوید و قرأت میں حافظ محمد امیر سے استفادہ کیا اور قاری تقی الاسلام صاحب سے ۱۹۶۱ء میں تجوید کی تکمیل کی۔

اعلیٰ تعلیم وفراغت: مدرسہ انوار الاسلام علی پور چھٹہ میں درس نظامی کی کتابیں مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد ابراہیم

صاحب سے پڑھیں۔ اور پھر اسی مدرسے سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تفسیر: دورہ تفسیر کی تکمیل شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ؒ سے ۱۹۶۳ء میں کی۔

تدریس: فراغت کے بعد راولپنڈی کے جامعہ رحیمیہ واقع سرسید چوک میں سال بھر تک پڑھایا پھر اپنے مادرِ علمی جامعہ محمدیہ بالاکوٹ میں عرصہ تین سال تک پڑھاتے رہے۔

دارالعلوم حقانیہ میں تقرری: مولانا حبیب اللہ فاضل حقانیہ اور مولانا چراغ الدین شاہ کے مشورے سے آپ نے ازخود حقانیہ میں تدریسی خدمات کی پیشکش کی، جسے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے مولانا قاری محمد امین ؒ کی مشاورت سے منظور فرمایا اور اس طرح آپکی تقرری ۱۰۰ روپیہ مشاہرہ کے ساتھ بحیثیت مدرس تجوید وقرأت ۱۹ شوال ۱۳۸۷ھ کو عمل میں آئی۔ تقریباً پندرہ برس تک حقانیہ میں خدمات انجام دینے کے بعد جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ کو مستعفی ہو گئے۔ آپ کا آخری مشاھرہ روزنامچے میں ۵۱۷ روپیہ درج ہے۔

حقانیہ کے علاوہ جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیے ان میں نیول کالونی راولپنڈی کی جامع مسجد، مولانا افتخار الحق صدیقی کے مدرسہ فاروق اعظمؓ سورج گلی خانپور، جامع مسجد مدنی اسلام آباد اور مدرسہ اشاعت القرآن اٹک وغیرہ شامل ہیں۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے قیامت خیز زلزلے میں آپ کا گھربار نیست و نابود ہو گیا۔ اس حادثے میں آپ کی ایک بیٹی بھی شہید ہوئی۔ ان سخت حالات میں حضرت مولانا قاری محمد عمر علی، فاضل حقانیہ و مہتمم تحسین القرآن نوشہرہ نے آپ کو اپنے مدرسے میں سکونت اور تدریسی خدمات کی پیش کش کی جس کے بعد یہاں منتقل ہو گئے۔

تلامذہ: آپ سے سینکڑوں علماء وطلباء نے فنِ تجوید میں استفادہ کیا۔ جن میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن بن مولانا مفتی محمود ؒ۔ مولانا حافظ ابن امین کرک، مولانا محسن شاہ مہتمم جامعہ حلیمیہ پیزو، مولانا قاری عمر علی مہتمم تحسین القرآن، مولانا عبدالمتین بنوں، مولانا مفتی سعدالدین وغیرہ بعض بڑے بڑے اساتذہ نے بھی اس فن میں آپ سے استفادہ کیا۔

اولاد: آپ کے چار فرزند اور تین بیٹیاں ہیں۔ جنکے نام ساجد الرحمٰن، نعیم الرحمٰن، لطیف الرحمٰن اور عبدالماجد ہیں۔

اسفار: ۱۴۲۸ھ کو عمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے بارے میں تاثرات: اس عنوان کے تحت آپ نے فرمایا کہ وہ انتہائی شفیق انسان تھے جب کسی شادی یا دعوت پر جاتے تو اکثر مجھے شفقت کی بنیاد پر ساتھ لیکر جاتے۔ میں آپ کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے حاضر خدمت ہوتا تو ہمیشہ رخصتی پر اپنے مہمان خانے سے باہر تک مجھ ناچیز کیساتھ نکل آتے۔ فرمایا کہ یہ (مولانا عبدالحق ؒ) کے دل میں قرآن و تجوید کی عظمت اور علوم مرتبت تھی۔ جب بعض اوقات میں اُنکی تکالیف کے مدنظر چھپ کر نکلنے کی کوشش کرتا تو خود آواز دے کر فرماتے کہ قاری صاحب رخصت نہیں لی۔